اسلام میں جنگ و صلح کے اصول و مبادی

امتیاز احمد اعظمی، ریسرچ اسکالر مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

مسابقت اور مقابلہ آرائی بنی آدم کی فطری شئی ہے۔ اور نفس یہ ایک پسندیدہ اور محبوب شئی ہے۔ انسانی ترقی کا دارو مدار اسی پر ہے لیکن مسابقت کا جذبہ انسان کو غلط راہ پر بھی ڈال دیتا ہے۔ وہ اس طرح کہ وہ خود تو سب کچھ بننے اور شاہ اعظم ہونے کی خواہش و کوشش کرتا ہے لیکن دوسروں کو ذلت و پستی کی حالت میں دیکھنا چاہتا ہے۔ دوسرے کی مال و دولت اور جاہ و حشمت اس کی آنکھ میں کنکری کے مانند چبھتی ہے اس کی ترقی و بلندی اسے راس نہیں آتی ہے۔ سماج و معاشرہ میں اس کا بلند مقام و مرتبہ اور اس کے اندر بغض و نفرت کے بیج ڈال دیتا ہے۔ اس طرح جارحیت اور ظلم و تعدی کا آغاز ہوتا ہے۔ ایک قوم دوسری قوم پر، اور ایک ملک دوسرے ملک پر حملہ آور

ہوتا ہے، ایک قوم دوسری قوم کو اس کے تہذیب و تمدن، علم و ثقافت اور اس کے تشخص و امتیاز کو مٹانے کی کوشش کرتی ہے اور اس کے لئے وہ ہر جارحیت اور شرمناک حرکات کر گذرتی ہے۔ اور اس کا آغاز آدم کی پہلی اولاد ہی سے ہوا جب قابیل کی قربانی و چڑھاوا خدا کی نظر میں قبول ہوگیا، اور ہابیل اس مقبولیت سے محروم رہا تو اس کی انا کو ٹھیس پہنچی اور اس کی شان انانیت نے اس کو اپنے بھائی قابیل کے قتل تک پہونچا دیا۔

اسلام ایک امن و آشتی اور صلح و سلامتی کی شمع ہے۔ معاشرے و سماج میں ظلم و ستم کے وہ سخت خلاف ہے۔ جنگ و حرب کا وہ بالکل قائل ہی نہیں ہے۔ کسی پر دست درازی اور اس کی حق تلفی اور اپنی شان و شوکت کی نمائش کے لئے بلا وجہ اس کو اس کے کلچر و تہذیب سے دور کرنا اسلام کی نظر میں نہایت معیوب چیز ہے۔ ہاں وہ اپنے دفاع کا قائل ہے اور اس کے لئے ہر ممکن تیاری کا حکم دیتا ہے۔

وَاَعِدُّوا لَهُم مَّا استَطَعتُم مِّن قُوَّةٍ وَّمِن رِّبَاطِ الخَيلِ تُرهِبُونَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُم (انفال ۔ ۶۰) یعنی جہاں تک ہو سکے قوت و طاقت فراہم کرکے اور گھوڑوں کی تیاری سے ان کے لئے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں پر خوف طاری رہے۔

گویا اسلام جنگ کرنے کے لئے خود پیش قدمی نہیں کرتا اور نہ اپنے ماننے والوں کو بلا وجہ کسی ملک و قوم سے جنگ مول لینے کو کو کہتا ہے بلکہ وہ اس ملک و قوم سے جنگ کرنے اور مقابلہ میں آنے کو کہتا ہے جو اسلام پر جارحانہ کاروائی کرے اور اسلام کے

ماننے والوں کو ان کے اخلاق و نظریات، حریت و استقلال اور سلامتی سے دور کرنا چاہیے۔ "وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ" یعنی فی سبیل اللہ ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے لڑتے ہیں"۔ کفر و اسلام کی یہ جنگ و جدال اس وقت تک جاری رہے گی جب تک عدل و انصاف نہ قائم ہوجائے اور انسانی روح سکون کی سانس نہ لے لے ظلم و تعدی، اور فتنہ و فساد ختم ہوجائے۔ "وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّينُ كُلُّهُ لِلّٰهِ" اور ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہوجائے اور دین پورے کا پورا اللہ کے لئے ہوجائے۔

اسلامی اور غیر اسلامی جنگوں میں فرق یہ ہوتا ہے کہ اسلامی جنگ عدل و انصاف کو قائم کرنے، ظلم و تعدّی کو ختم کرنے مظلوموں کی مدد کرنے، اور حاکم و محکوم کے غلط نظریہ کو ختم کرنے اپنے تہذیب و کلچر، اخلاق و تمدن، اور آزادی و استقلال کی دفاع کرنے کے لیے ہوتی ہے، جبکہ غیر اسلامی جنگیں ظلم و تعدی، دوسروں پر دست درازی، اپنی شان انانیت کی برتری، اور دوسری قوموں کو غلام و محکوم بنانے کے لئے ہوتی ہیں۔

اسلام کہتا ہے کہ "فَمَنِ اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ فَاعْتَدُوا عَلَيْهِ بِمِثْلِ مَا اعْتَدَىٰ عَلَيْكُمْ" یعنی جو کوئی تم پر زیادتی کرے تو اس کے جواب میں تمہارا ردّ عمل اسی قدر ہونا چاہئے جتنی زیادتی اس نے تم پر کی ہے"۔

اسلام ظلم و ستم کو روکنے اور مظلوموں کی مدد کرنے کے لیے اٹھ کھڑے ہونے کی پوری اجازت دیتا ہے، چاہے وہ ظلم و استبداد زمین کے کسی علاقہ میں ہو رہا ہو اور ستم رسیدہ لوگ کسی ملک و وطن

سے تعلق رکھتے ہوں۔ واضح طور پر کہا گیا۔ "وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا" یعنی تم کو کیا ہوا ہے کہ خدا کی راہ میں اور ان بے بس مردوں اور عورتوں اور بچوں کو ظلم و تشدد سے نجات دلانے کی خاطر نہیں لڑتے، جو دعائیں کیا کرتے ہیں کہ اے پروردگار، ہم کو اس شہر سے جس کے رہنے والے ظالم ہیں نکال کر کہیں اور لے جا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا حامی بنا اور اپنی طرف سے کسی کو ہمارا مددگار بنا۔"

عدل و انصاف کے قیام اور امن و سلامتی کی بقا کے لئے اسلام تلوار اٹھانے اور مقابلہ آرا ہونے کی اجازت دیتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی میدانِ کارزار میں بھی وہ عدل و انصاف کا حامی ہے۔ جنگ کرنے اور بدلہ لینے میں حدودِ اسلامی اور جنگی اصول کا خیال رکھنا ہوگا۔ چنانچہ وہ کہتا ہے کہ "وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوا إِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ" یعنی جو لوگ تم سے لڑتے ہیں تم بھی خدا کی راہ میں ان سے لڑو۔ مگر زیادتی نہ کرو کہ خدا زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ جنگ کے دوران نعشوں کا مثلہ کرنا، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کا خون کرنا اسلام کی نظر میں سخت ناپسندیدہ چیز ہے اس لئے یہاں تک کہا ہے کہ دشمن کی جائداد، باغات کے پھلوں اور کھیتوں کی فصلوں کو تباہ و برباد نہ کیا جائے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے ایک جنگی

مہم پر بھیجتے ہوئے فوجیوں کو ہدایت کی:۔

"لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مُثلہ نہ بنانا، چھوٹے بچوں کو قتل نہ کرنا، ایسے بوڑھوں کو قتل نہ کرنا جو لڑ نہیں سکتے، عورتوں کو کچھ نہ کہنا، باغات نہ کاٹنا، نہ آگ لگانا، کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا، کھانے بھر کی ضرورت سے زائد کسی جانور کو ذبح نہ کرنا، تم لوگوں کا گذر ایسے لوگوں پر ہوگا جنھوں نے اپنے آپ کو گرجوں میں عبادت کے لیے وقف کر رکھا ہے ان کو ان کے حال پر چھوڑ دینا اور وہ کام کرنے دینا جس کے لیے وہ یکسو ہوگئے ہیں"۔

چونکہ اسلامی جنگ ظلم و تعدی کے لیے نہیں لڑی جاتی بلکہ قیام عدل و انصاف کے لیے لڑی جاتی ہے، اور دشمنان ملک و وطن اور اعدائے اسلام کی دست درازی کے خلاف ہوتی ہے لہٰذا اگر وہ جنگ کرنے سے رک جائیں اور صلح و معاہدہ کے لیے ہاتھ بڑھائیں تو جنگ سے رک جانا چاہیئے اور صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھانا چاہیئے۔ فَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ اور اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوجائیں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہوجاؤ اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ اس صلح و معاہدہ پر اس وقت عمل پیرا ہونے کو کہتا ہے

جب تک مخالفین کی طرف سے عہد شکنی کا کوئی واضح ثبوت نہ مل جائے۔

دیکھئے اسلام میں جنگی اصول و قواعد بھی کس نمایاں مقام کے حامل ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں۔ کیوں کہ اسلام میں جنگ عدل و انصاف کے قیام کے لئے ہوئی ہے نہ کہ کسی پر تعدی و استبداد کیلئے۔ لہٰذا اگر دشمن قوم سے معاہدۂ صلح ہوگیا تو اس کا پاس رکھنا فرض ہے اور اس عہد کو خدا سے عہد کرنا قرار دیا گیا۔ "وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ عَلَيْكُمْ كَفِيلًا۔" یعنی جب خدا سے عہد کرلو تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کہ تم تو اللہ کو اپنا ضامن مقرر کرچکے ہو"

اور جب اسلام کو کامیابی اور فتح نصیب ہوتی ہے تو وہ اپنے ظفریاب لوگوں کو دشمنوں کے ساتھ انتقامی کارروائی کرنے سے منع کرتا ہے۔ کیونکہ اس کی کامیابی امن وسلامتی اور اخلاق و کردار کی کامیابی ہوتی ہے، اسلام اور اس کے اصولوں کی کامیابی ہوتی ہے لہٰذا کامیابی حاصل کرنے والے شیدایان اسلام عدل و انصاف اور بہترین تہذیب کے قیام کی کوشش کرتے ہیں۔ ان کے بارے میں فرمایا گیا "الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ" یعنی یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں اقتدار دیں تو نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے۔ نیکی کا حکم دیں گے، اور برائی سے روکیں گے

انجام اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

اسلام نے صرف اچھے اصول اور بہترین جنگی قوانین بنا کر پیش نہیں کیا ہے بلکہ اس کے پاس بے شمار ایسی عملی دلیلیں اور شواہد ہیں جن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی جنگ خوں ریزی اور ملک گیری کے لئے نہیں ہوتی ہے بلکہ اس کا مقصد صرف اور صرف عدل وانصاف کا قیام اور ظلم وتعدی کو ختم کرنا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دوسری قوموں کے مثل ملت اسلامیہ جب میدان جنگ میں ہوتی ہے تو خونریزی پر نہیں اترتی اور اس موقع پر بھی یہ چاہتی ہے کہ کم سے کم جانیں جائیں اور وہ اس میں حد سے تجاوز نہیں کرتی ہے ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں کہ جنگ کے دوران بھی اسلامی تہذیب انسان دوستی کا بے مثال نمونہ پیش کرتی ہے۔ جنگ اُحد میں بعض صحابہ کی غلطیوں کے باعث حضور کافروں کے نرغے میں آ گئے جس کی بنا پر آپ کو زخم بھی آئے۔ ایک دانت بھی ٹوٹ گیا اور قریب تھا کہ کفار مکہ کچھ در گزر کرتے۔ صحابہؓ نے اپنی جانوں پر کھیل کر آپ کی جان کی حفاظت کی۔ بعد میں صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپؐ کیوں نہ ان کافروں کے لئے بد دعا کرتے۔ دیکھئے محسن انسانیتؐ اور سراپا رحمت والی ذات کا جواب، اس سنگین حالت میں بھی کہتے ہیں کہ لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا ہے بلکہ داعی ورحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔ کیا کوئی تہذیب اپنے ماننے والوں میں سے کسی کی مثال پیش کر سکتی ہے کیا کوئی کمانڈر ایسا ہے کہ اس کی جان

کا مظاہرہ ہوا اس طرح انسان دوستی اور انسانی اخوت کا ثبوت پیش کرسکتا ہے۔ ابھی تک تو تاریخ کے صفحات پر کسی مذہب و تہذیب کے علمبردار اور اس کے فوجی کمانڈر کی مثال ایسی نظر نہیں آئی۔

اور اسلام کو جب فتح حاصل ہوئی تو اس نے انسان دوستی اور عام معافی کا ایسا نمونہ پیش کیا جس کو دیکھ کر غیر جاندار حجر و شجر بھی اس تہذیب پر رشک کرنے لگے۔ فتح مکہ کی مثال اور اس کی حقیقت تاریخ کے صفحات پر آج تک موجود ہے، اور تا قیامت زمین و آسمان اس انسانی اخوت و محبت کے مداح رہیں گے ایسے لوگوں کو اس موقع پر معاف کردیا جاتا ہے جن کی پوری زندگی اسلام مخالفت میں گزری، آپؐ اور صحابہؓ پر ہمیشہ ظلم و ستم کیا، یہاں تک کہ تمام لوگوں کو وطن عزیز کو ترک کرنا پڑا، لیکن جب کامیابی نے اسلام کی قدم بوسی کی تو محسنِ انسانیتؐ نے اپنے دشمنوں کے ساتھ درجہ احسان کا غیر معمولی نمونہ پیش کیا کہ دشمنوں کے ساتھ انسانیت کا ایسا معاملہ ابھی تک جن و بشر کی نظروں نے نہیں دیکھا تھا۔

خلفائے راشدین نے بھی تمام جنگوں اور فتوحات میں انسانی اخوت کا ایسا ہی نمونہ پیش کیا، اور کبھی بھی انتقام لینے کی نیت سے نہ تو کسی قوم سے جنگ کی اور نہ فتح حاصل ہونے کے بعد دشمنوں کے ساتھ ظالمانہ رویہ اختیار کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کسی دشمن قوم پر حملہ آور ہوئے اور فتح حاصل ہوئی تو رحم و کرم کا

وہ نمونہ پیش کیا کہ ان قوموں نے بھی ان کی تعریف کی اور اگر وہاں سے کسی وجہ سے وہ جانے لگے تو وہاں کے لوگوں نے انہیں نہ جانے کو کہا۔

خلفائے راشدین کے علاوہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں جب اسلامی فوجیں دمشق، حمص اور شام کو فتح کرتی ہیں اور صلحنامے کے مطابق وہاں کے باشندوں کے جان و مال کی حفاظت اور ملک کے دفاع کے لیے ٹیکس وصول کرتی ہے لیکن وہاں سے جاتے وقت تمام کمانڈروں نے شہریوں کو جمع کرکے اور ان کے رقوم کو واپس کر دیا، اس کے جواب میں وہاں کے لوگوں نے کیا جواب دیا۔ ملاحظہ کریں:-

"ہم نے آپ لوگوں سے جو رقوم وصول کی تھیں وہ اس لیے تھیں کہ ہم تمہاری جان و مال کی حفاظت کریں گے اور بیرونی حملہ آوروں سے تمہارا بچاؤ کریں گے۔ لیکن افسوس ہے کہ اب ہم تم سے جدا ہو رہے ہیں اور تمہاری حفاظت اور دفاع کی ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے، لہٰذا آپ لوگوں کی رقوم مات یہ ہیں جو ہم واپس کر رہے ہیں۔"

اس پر لوگوں نے کہا!

"اللہ آپ لوگوں کو فتح یاب کرے اور یہاں دوبارہ لوٹائے، تمہاری حکومت اور تمہارے

عدل و انصاف نے ہمیں اپنا گرویدہ بنا لیا ہے،
کیوں کہ ہمیں رومیوں کے ہم مذہب ہونے
کے باوجود ان کے جور و ظلم کے بڑے تلخ
تجربات ہوئے ہیں۔ خدا کی قسم اگر تمہاری
جگہ وہ لوگ ہوتے تو وہ ہم سے لئے ہوئے
اموال میں سے ایک کوڑی بھی نہ لوٹاتے، بلکہ
بلکہ اپنے ساتھ وہ تمام چیزیں بھی اٹھا کر لے جاتے
جنہیں وہ اٹھا سکتے۔

کیا تاریخ کے صفحات کوئی ایسی مثال پیش کر سکتے ہیں اور دنیا میں کوئی ایسی تہذیب ہے جس کے ماننے والوں نے کسی ملک یا قوم کو فتح کیا اور اس کی رعایا کے ساتھ انسانی اخوت و محبت اور اپنے لوگوں کا سا برتاؤ کیا۔ کوئی ایک مثال بھی انسانی تاریخ میں ایسی نظر نہیں آتی ہے، بلکہ فاتح قوم تو مفتوح قوم کو ختم ہی کر دینا چاہتی ہے اور قتل و خوں ریزی ہی اس ملک کے لوگوں کی تقدیر بن جاتی ہے۔ اگر قتل و خوں ریزی کم ہوئی تو مفتوح قوم محکوم و غلام بن کر رہ جاتی ہے۔ اپنے تشخص، تہذیب و تمدن، اور علم و فن سے دور کر دی جاتی ہے۔ اقتصادی اور معاشی اعتبار سے فاتح قوم کا مرہون منت بننا پڑتا ہے۔ اور مجبوراً اگر اس ملک کو فاتح قوم اس ملک کو چھوڑ کر جانے لگتی ہے تو جتنا ممکن ہوتا ہے اس ملک کو دیوالیہ بنا کر جاتی ہے اور سب کچھ اپنے ساتھ لے کر جاتی ہے۔ فرانس کا مصر پہ غلبہ ہو یا انگلستان کا ہندوستان پر، ہر ایک نے مفتوح ملک کے

لوگوں پر ظلم و تعدی کی۔ ان کی حق تلفی کرنے اور مغلوب کرنے و محکوم کے مثل رکھنے کی کوشش کی۔ اور جب وہ گئے تو اپنے ساتھ صرف اپنی لائی ہوئی چیزوں ہی کو لے کر نہیں گئے بلکہ اس ملک کا باقی ماندہ اثاثہ بھی لے جانے کی کوشش کی۔

اسلام وہ واحد اور تنہا تہذیب ہے جس کی جنگ اور فتح دونوں میں انسان دوستی اور انسانی مفاد کی ضمانت ہوتی ہے۔ تہذیب اسلامی ہر قوم کی جان و مال کی حفاظت کرتی ہے۔ اس کے نزدیک ہر قوم و برادری کے لوگوں کی عزت و آبرو برابر درجہ کی حامل ہے اور ہر مظلوم کی حمایت کرنا اس کے نزدیک ضروری ہے چاہے وہ کسی بھی تہذیب اور کلچر کا پیرو کار ہو۔ چنانچہ جب تاتاریوں نے شام پر حملہ کر کے بے شمار یہودیوں، مسلمانوں، اور عیسائیوں کو قید کر لیا، تو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تاتاریوں کے امیر سے قیدیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا۔ امیر صرف مسلمان قیدیوں کو چھوڑنے کے لیے تیار ہوا۔ امام ابن تیمیہؒ اس بات پر تیار نہیں ہوئے اور یہودیوں اور عیسائیوں کی بھی رہائی کا مطالبہ کیا۔ یہ ہے ہماری تہذیب جو اپنے پیروکاروں کے اندر انسانیت و اخوت کا غیر معمولی جذبہ پیدا کر دیتی ہے اور اسلامی تہذیب ہی واحد تہذیب ہے جو اپنے ماننے والوں کے اندر اس طرح کا اعلیٰ اخلاق و کردار پیدا کر سکتی ہے۔

آیئے عیسائیوں کی قتل و خون ریزی پر بھی سرسری نظر ڈالیں۔ اس قوم کی بربریت اور حیوانیت سے تاریخ کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ صرف ایک واقعہ بیان کرتا ہوں کہ جب وہ بیت المقدس

کی جانب بڑھے اور اکثر علاقوں پر قابض ہو گئے تو لوگ سمجھ گئے کہ وہ مغلوب ہو گئے ہیں، چنانچہ انہوں نے ان کے سپہ سالار سے اپنی جان و مال کی حفاظت کی ضمانت لی۔ اس نے ضمانت دی اور سفید جھنڈا دیا کہ وہ مسجد اقصیٰ پر اسے لہرا کر اس میں داخل ہو جائیں۔ اب یہ لوگ اس میں داخل ہو گئے، اس میں بوڑھے، بچے، عورتیں اور جوان سبھی لوگ تھے۔ پھر چشم فلک نے واضح طور پر دیکھا کہ عیسائی درندہ صفت فوجی مسجد مقدس میں داخل ہوئے اور تمام لوگوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کرنے لگے۔ معبد مذبح میں تبدیل ہوتا نظر آیا، پوری مسجد خون سے لت پت ہو گئی اور تمام شہریوں کو قتل کر کے گویا کہ پورے شہر کو پاک کر دیا گیا۔ عورت، بچے اور بوڑھے کسی کو نہیں بخشا گیا۔

لیکن صرف نوے سال بعد اسلامی تہذیب کا ماننے والا صلاح الدین ایوبیؒ نے اس ملک کو فتح کیا، لیکن اس کی جانب سے اس طرح کی کشت و خون ریزی نہیں دیکھی گئی، وہاں کے باشندوں کی پوری حفاظت کی گئی، ان کے جان و مال محفوظ رہے، عزت و آبرو کو کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوا۔ اور وہاں پر تقریباً ایک لاکھ مغربی برادری کے لوگ تھے، ان پر کوئی انتقامی کارروائی نہیں کی گئی۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کی گئی، معمولی رقم لے کر باقاعدہ طور پر انہیں جانے کی اجازت دے دی گئی، اور ان کو جانے کے لئے چالیس دن کا موقع بھی دیا گیا۔

ان دلائل و شواہد سے اسلام مخالف عناصر کا وہ الزام باطل اور بالکل غلط ہو جاتا ہے جو اسلامی تہذیب اور اس کے پیرو کاروں پر

یہ لگاتے ہیں کہ اسلامی تہذیب اپنی بقا و حفاظت کے لئے غیروں کی خوں ریزی کرنے سے گریز نہیں کرتی ہے، بلکہ وہ خود اپنی تہذیب کی حقیقت پر نظر ڈالیں اور خود اپنی تاریخ کو پڑھیں کہ کس طرح اپنے رعب و دبدبہ اور شان و شوکت کی خاطر غیروں کی خوں ریزی کا کام ان کے شرمندہ و درندہ ہاتھوں انجام پایا۔ (وہ اگر تاریخ اسلامی اور اپنی تاریخ کا بغیر کسی عصبیت کے مطالعہ کریں تو ان کا ضمیر و قلب اس بات کا اعتراف کرے گا کہ اسلام امن و آشتی اور فلاح و بہبود کے لئے جنگ کرتا ہے، اس کا ہر اقدام ظلم و تعدی اور جارحیت کے خلاف ہوتا ہے۔ اس کے برعکس ان کی جنگ کا مقصد غیروں پر ظلم و ستم کرنا، اور اپنی شان و شوکت اور سیادت و قیادت میں اضافہ کرنے کے لیے ہوتا ہے اور ان کے پاس کوئی ایسی مثال نہیں کہ ان کا کوئی اقدام حق و انصاف کے قیام کی خاطر ہوا ہو، اور کوئی جنگ انسانوں کی قتل و خوں ریزی اور ظلم و زیادتی سے پاک رہی ہو، وہاں کے لوگوں کے ساتھ عدل و انصاف کیا گیا ہو۔ انہیں محکوم و غلام بنا کر نہ رکھا گیا ہو۔ ان کے مال و متاع کو غصب کرنے اور مادی و اقتصادی اعتبار سے کمزور کرنے کی کوشش نہ کی گئی ہو۔ اور جہاں کے لوگوں نے ان کے خلاف آواز نہ اٹھائی ہو۔ اور جب وہ اس ملک کو چھوڑ کر گئے تو وہاں کی چیزوں کو لے نہ گئے ہوں) صرف اسلامی جنگ ہی ایک ایسی جنگ تاریخ کے صفحات پر نظر آتی ہے جہاں قتل و خوں ریزی بہت کم ہوئی کسی نے امان مانگی اسے امان دی گئی۔ ان کے جان و مال کی حفاظت کی گئی۔ اور جب وہاں سے گئے تو ان کی معمولی سی معمولی چیز واپس کر کے گئے۔ کسی چیز کو اپنے ساتھ لے جانا گوارا نہ کیا۔

ختم شد